سوال

(130) عیدین کی نماز کا وقت کتاب وسنت کی روشنی میں

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بیشتر احباب عیدین کی نماز کے متعلق پوچھتے ہیں کہ کتاب وسنت کی روشنی میں اس کا وقت کیا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں نماز عیدین کے متعلق ایک عنوان بایں الفاظ قائم کیا ہے ’’عید کے لئے صبح سویرے جانا۔‘‘ پھر انہوں نے ایک معلق روایت کا حوالہ دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ’’ہم نماز عید سے اس وقت فارغ ہوجاتے تھے جب وقت تسبیح، یعنی نفل پڑھنا جائز ہوجاتا ہے۔‘‘ [صحیح بخاری، کتاب العیدین: ۱۰]

اس معلق روایت کو امام ابوداؤد نے اپنی مکمل سند کے ساتھ ذرا تفصیل سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ جب لوگوں کے ہمراہ نماز عید پڑھنے گئے تو امام نے عید پڑھانے میں دیر کردی، آپ نے اس تاخیر کا شدت سے انکار کرتے ہوئے فرمایا: ’’ہم تو (عہد نبوی) میں اس وقت نماز عید سے فارغ ہوجاتے تھے۔‘‘ اس وقت چاشت کا وقت تھا۔ [ابوداؤد، الصلوٰة: ۱۱۳۵]

طبرانی میں ہے یہ اشراق کا وقت تھا۔ [عمدۃ القاری، ص: ۱۸۱، ج۵]

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سلسلہ میں دوسری حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اس دن ہمارا پہلا کام نماز پڑھنا، پھر قربانی کرنا ہے، جس نے ایسا کیا اس نے ہماری سنت کو پالیا۔‘‘ [صحیح بخاری، العیدین: ۹٦۸]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس دن کے آغاز میں نماز عید کی تیاری کے لئے اور کسی چیز میں مصروف نہیں ہونا چاہیے، تیاری کے بعد جلدی روانہ ہونا چاہیے، یہ اس بات کا متقاضی ہے کہ نماز عید کے لئے جلدی کرنا چاہیے۔ [فتح الباری، ص: ۵۸۹، ج ۲]

ان احادیث کا تقاضا ہے کہ نماز عید طلوع آفتاب سے پہلے نہیں پڑھی جاسکتی ہے اور نہ ہی عین طلوع کے وقت پڑھنا چاہیے کیونکہ یہ کراہت کے اوقات ہیں۔ طلوع آفتاب کے بعد جب نوافل پڑھنے کا وقت ہوتا ہے تو نماز عید کے وقت کا آغاز ہوجاتا ہے۔ شارح بخاری ابن بطال نے اس پر فقہا کا اجماع نقل کیا ہے۔ [شرح بخاری ابن بطال، ص: ۵٦۰، ج

[۲

نماز عید کا آخری وقت زوال آفتاب ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ زوال آفتاب کے بعد چاند نظر آنے کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا: ''تمام لوگ کل صبح نماز عید کے لئے عید گاہ پہنچیں۔'' [ابوداود، الصلوٰۃ: ۱۱۵۷]

اگر اس وقت نماز عید پڑھنے کی گنجائش ہوتی تو آپ اسے کل آئندہ تک مؤخر نہ کرتے، اس کا واضح نتیجہ یہ ہے کہ نماز عید کا آخری وقت زوال آفتاب تک ہے۔ نماز عید کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ کا طرز عمل حسب ذیل ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز فجر پڑھتے، پھر اس حالت میں عید گاہ چلے جاتے، حضرت سعید بن مسیب بھی ایسا کرتے تھے۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ اپنے بیٹوں سمیت کپڑے وغیرہ پہن کر تیاری کر کے مسجد کی طرف جاتے نماز فجر پڑھ کر وہیں بیٹھے رہتے، جب طلوع آفتاب ہو جاتا تو چاشت کے دو نفل پڑھ کر عید پڑھنے کے لئے عید گاہ چلے جاتے۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما دن چڑھے عید گاہ جاتے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ بھی عید پڑھنے کے لئے اپنے گھر سے دن چڑھے روانہ ہوتے تھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب سورج خوب روشن ہو جائے تو عید گاہ جانا چاہیے، البتہ عید الفطر اس سے کچھ وقت پہلے پڑھ لی جائے، یہ تمام آثار [عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، ص: ۱۸۲، ج ۵] سے نقل کئے گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اس وقت پڑھتے تھے جب سورج دو نیزے کے برابر ہو جاتا، اور نماز عید الاضحیٰ اس وقت پڑھتے جب سورج ایک نیزے کے برابر ہو جاتا۔ [تلخیص، ص: ۱۲۷، ج ۲]

لیکن اس کی سند میں معلی بن ہلال نامی راوی کذاب ہے، اس لئے یہ حدیث ضعیف ہے۔ [تمام المنۃ، ص: ۳۴۷]

ان روایات وآثار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عید پڑھنے کا وقت طلوع آفتاب کے بعد ہے اور چاشت کا وقت سورج کے ایک نیزے بلند ہونے پر ہو جاتا ہے، بلاوجہ اس میں تاخیر کرنا درست نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس تاخیر پر انکار کرتے تھے عید الاضحیٰ کے دن قربانی کرنی ہوتی ہے، اس لئے اسے عید الفطر سے پہلے پڑھنے میں چنداں حرج نہیں ہے، امام شافعی رحمہ اللہ نے ایک مرسل روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران میں تعینات حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تھا کہ عید الاضحیٰ جلدی پڑھا کرو اور عید الفطر کچھ تاخیر سے ادا کرو۔ [بدائع المنن، ص: ۲۷۲، ج ۲]

لیکن اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ [الروضۃ الندیہ، ص: ۳۶۵، ج ۱]

آج کل گھڑیوں کا دور ہے، اس لئے ہمیں دور حاضر کے مطابق گھڑیوں کا حساب لگانا ہوگا۔ محکمہ موسمیات کی تصریحات کے مطابق طلوع فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کا وقفہ ہوتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر صبح کی اذان پانچ بجے ہو تو تقریباً ساڑھے چھ بجے سورج طلوع ہوگا، چاشت کا وقت طلوع آفتاب کے تقریباً آدھے گھنٹے بعد شروع ہو جاتا ہے، ضرورت کے پیش نظر اس میں مزید کچھ تاخیر کی جا سکتی ہے، اس لئے حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی تصریح کے مطابق نماز عید کا وقت نماز چاشت کے وقت ہوتا ہے۔ اس لئے ہمارے نزدیک لاہور کے اوقات کے مطابق نماز عید کا وقت سات، ساڑھے سات بجے شروع ہو جاتا ہے، ہمیں چاہیے کہ اس کی تیاری پہلے سے کر رکھیں، اگر طلوع آفتاب کے بعد اس کی تیاری کا آغاز کیا تو نماز عید کا وقتِ فضیلت نہیں مل سکے گا، البتہ جواز کا وقت زوال آفتاب تک ممتد ہے، اب یہ ہماری ہمت ہے کہ ہم نے عید کے لئے وقتِ فضیلت کا انتخاب کرنا ہے یا وقت جواز کا سہارا لینا ہے۔ [واللہ اعلم]

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:163